ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر فائزہ بٹ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، کنیئرڈ کالج برائے خواتین، لاہور
ڈاکٹر شازیہ ساجد
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، کنیئرڈ کالج برائے خواتین، لاہور

قواعد نگاری: تعریف و تعارف

Dr. Faiza Butt*
Assistant Professor, Department of Urdu, Kinnaird College for Women, Lahore.
Dr. Shazia Sajid*
Assistant Professor, Department of Urdu, Kinnaird College for Women, Lahore.

***Corresponding Author:** drfaizabutt@gmail.com

Grammar Writing: Definition & Introduction

Language is an independent phenomenon, so that it is difficult to bind a language strictly by creating its grammatical structure. But, on the other hand, acquisition of another or a new language is not so possible with out its grammatical rules, created or written by its grammarians. The primary role of grammar is to build and improve the speaking and writing skills of its learners. Indeed, it is no easy to define the main role played by grammar in the structure of a language, other than by using a metaphore such as 'framework'.But no metaphore can deliver satisfactorily the different kinds of formal patterning and abstract relationship that are brought forward in a grammatical analysis. Search for the existence and the origin of "Proto Language

Key Words: *Grammar Writing, Language, Structure, Rules, Learners.*

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

زبان ایک آزاد مظہر ہے۔ اسے پابند نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کی کسی بھی زبان کی پیدائش اور نشو و نما کسی بھی قسم کے قواعد و قوانین کی رہینِ منت نہیں ہوتی۔ زبان کے ارتقائی سفر میں یہ قواعد و ضوابط از خود غیر محسوس انداز سے متعین ہوتے رہتے ہیں جو اُس مخصوص زبان ہی سے ماخوذ و مستخرج ہوتے ہیں۔ بعد ازاں یہی اصول و ضوابط ایک بار مرتب ہو جانے پر معیار اور سند کی حیثیت سے زبان کی ڈھال کے طور پر کام کرتے ہیں۔ زبان کو بولنے اور استعمال میں لانے والے افراد شعوری یا غیر شعوری طور پر اِن قواعد و ضوابط کی پابندی کرتے ہیں۔ اہلِ زبان کو پھر بھی اِن میں تصرف کا حق حاصل رہتا ہے اور اِن تصرفات کی توجیہ و تشریح قواعد و ضوابط سے ممکن نہیں۔ اسی سبب سے کسی بھی زبان کے قواعد و ضوابط مرتب و منظم ہو جانے کے بعد بھی اُس زبان کی فصاحت و بلاغت اور مجموعی صحت کا معیار قواعدِ صرف و نحو کی کتب طے نہیں کرتیں، بلکہ اُس زبان کے برتنے والوں کی بول چال، اُس زبان کے شعرا کا کلام اور ادیبوں کی تصانیف ہی زبان کے معیار و سند کی اصل ضامن ہوتی ہیں۔ اِس حقیقت کے مدِ نظر کہا جا سکتا ہے کہ قواعد و لغات کے توسل سے کسی بھی زبان کی تحصیل ممکن نہیں۔ آموزشِ زبان کے لیے دیگر ضروری امور کے ساتھ ساتھ اہلِ زبان کی صحبت اور زبان کے زندہ محاورے سے واقفیت بنیادی شرطیں ہیں۔

بلاشبہ اہلِ زبان کو پیدائشی قواعد دان شمار کیا جا سکتا ہے۔ وہ ابتدا ہی سے اپنے ارد گرد کے ماحول سے قدرتی طور پر اکتسابِ زبان کرتے ہیں۔ اِس طرح سے قدرتی طور پر اکتسابِ زبان کرنے والوں کو قواعدِ زبان کی قطعی ضرورت نہیں ہوتی۔ مادری زبان کے مخصوص قاعدے، قوانین اور محاورے انھیں اپنے ماحول ہی سے دست یاب ہوتے ہیں، جن کے مسلسل استعمال سے وہ سیکھتے ہیں۔ اِن ہی پر قیاس کر کے وہ کلمے اور اسالیب اختیار کرتے ہیں اور اِن میں تبدیلی بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح سے رفتہ رفتہ اکتسابِ زبان کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں انھیں مادری زبان کے قواعد پر مرتب کتب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اِس کے برعکس ایک زبان کے بولنے والے اگر کوئی دوسری زبان سیکھنا چاہیں تو انھیں قواعد کے سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسی لیے وہ پہلے اُس زبان کے قواعد کی مرتبہ کتب سے رجوع کرتے ہیں یا پھر قواعد مرتب کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر اکثر علما کا خیال ہے کہ اہلِ زبان کے لیے قواعد سیکھنا نہ صرف غیر ضروری ہے بلکہ مضر ہے۔ اسی نوع کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مولوی عبدالحق لکھتے ہیں:

> مجھے اس میں کلام ہے کہ صرف و نحو کی کتابیں بچوں کے لیے مخصوص ہیں بلکہ میری رائے میں انھیں اپنی زبان کی صرف و نحو پڑھانا مضر ہے۔ البتہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک زندہ

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلّہ

اور جدید زبان کے لیے گرامر (صرف و نحو) کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر گرامر کی ضرورت پڑی کیوں؟ جب ہم دنیا کی مختلف زبانوں پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کے ان کی تاریخ بہ غور پڑھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں گرامر کی ضرورت اُس وقت واقع ہوئی جب کہ ایک زبان والوں نے دوسری زبان کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔'

اِس بیان سے مولوی عبد الحق کے اس خیال کی وضاحت ملتی ہے کہ وہ قواعدِ زبان کو غیر زبان والوں کے لیے اکتسابِ زبان کی غرض سے تو ضروری اور مفید قرار دیتے تھے مگر خود اہلِ زبان کے لیے نہیں۔ یہ طرزِ فکر درست نہیں۔ بلاشبہ اہلِ زبان پیدائشی قواعد دان تصور کیے جاتے ہیں مگر در حقیقت کسی بھی زبان کے قواعد سے آگاہی خود اہلِ زبان والون کے لیے اُسی قدر اہم ہے کہ جس قدر غیر زبان والوں کے لیے۔ زبان کے قواعد دراصل زبان کے پس منظر میں کار فرما اصول و ضوابط کے شعور کے حصول میں بنیادی کردار رکھتے ہیں۔ اِن اصول و ضوابط سے آگاہی اہلِ زبان کے لیے نہ صرف اظہار و بیان کی نت نئی وسعتوں سے متعارف کراتی ہے بلکہ زبان میں ابہام کی پیچیدگیوں سے بچ کر صراحت اور نفاست کی راہ بھی سجھاتی ہے۔ اپنی زبان کے قواعد کا شعور کسی دوسری زبان کے قواعد کو سمجھنے میں بھی راہ نمائی کرتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی بھی زبان کا لسانیاتی مطالعہ اس زبان کے قواعدی شعور سے آگاہی کے بغیر ممکن نہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ غیر زبان والوں کے لیے لکھی جانے والی قواعد (تقابلی قواعد، ذو لسانی قواعد، تبادلی قواعد) اہلِ زبان کے لیے مرتب کی جانے والی قواعد سے مختلف ہوتی ہے۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ خود اہلِ زبان کو بھی اکثر اپنی زبان کے قواعد کی ترتیب و تدوین کی ضرورت پیش آئی۔ اِس حوالے سے اہم مثال پانِنی (Panini) کی تصنیف 'اشٹ ادھیایی' ہے جو سنسکرت زبان کی پہلی قواعد ہے اور قواعد نویسی کی تاریخ کا موجود قدیم ترین نمونہ بھی۔ پانِنی کسی غیر زبان کا بولنے والا نہیں تھا اور نہ ہی وہ تمام مقدم قواعد نویسوں کا مقلد تھا، جن کا ذکر اِس نے اپنی تصنیف میں کیا ہے۔ سنسکرت زبان بولنے والے ان علما کو سنسکرت کے حوالے سے درپیش مسئلے پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی لکھتے ہیں:

سنسکرت کی ویدک صورت عام بولی جانے والی زبانوں سے رفتہ رفتہ بہت دور ہوتی چلی جارہی تھی جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ویدوں کو ضبطِ تحریر میں نہیں لایا گیا تھا۔ ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک منتقل ہوتے ہوتے ویدوں کی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

> عبارت میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور یہ خطرہ تھا کہ اگر اِس زبان کے قواعد و اصول مرتب و مدون نہ ہوئے تو یہ انتشار اور خلفشار اور بڑھے گا اور شاید آگے چل کر یہ زبان بالکل نا قابلِ فہم ہو جائے۔ ایک مرتبہ اِن اصولوں اور قواعد وضوابط کو خود ویدوں سے جمع کر کے مدون و مرتب کیا گیا اور اِس طرح ویدی سنسکرت کی پہلی قواعد وجود میں آئی۔[۲]

کچھ ایسی ہی صورت یونانیوں کو بھی پیش آئی۔ اقتدار کے پھیلاو اور سلطنت کی وسعت کی بنا پر یونانی قوم یونان کے سرحد سے نکل کے افریقہ اور ایشیا تک جا پہنچی۔ جہاں ان کا سامنا نئی تہذیبوں اور زبانوں سے ہوا۔ وہ ان میں دل چسپی بھی لینے لگے مگر اپنی تہذیب و معاشرت اور زبان کے سامنے وہ دوسری تہذیبوں اور زبانوں کو نہ صرف نا قابلِ اعتنا تصور کرتے بلکہ اُن زبانوں کو وحشیوں کی نامکمل بولیاں گردانتے تھے۔ یونان کے عظیم شاعر 'ہومر' (Homer)'کی تصنیف کو زمانہ گزر چکا تھا۔ اِس عرصے میں یونان کی آریائی الاصل مختلف بولیاں مختلف علاقائی اثرات کے تحت ایک دوسرے سے کچھ کچھ متفرق ہو چکی تھیں۔ یہاں تک کہ ہومر کی زبان اور محاورے سے خود یونانیوں کو اجنبیت کا احساس ہونے لگا تھا۔ ہومر کی تصانیف کے جو لہجے مختلف علاقوں میں دست یاب تھے، اُن میں بھی اختلاف تھا۔ اِس لسانی مسئلے نے یونان کے زبان دانوں کو ہومر کے کلام کی ترتیب و تدوین اور تشریح و تفسیر کی طرف متوجہ کیا۔ اس طرح یونانی زبان کے قواعد کو مرتب کرنے اور باقاعدہ مطالعے کی ابتدا کی گئی۔ لہٰذا 'دیونیزیوژ درکس' (Dionysius Thrax) وہ پہلا شخص تھا جس نے یونانی زبان کے قواعد مرتب کرنے کی طرف توجہ کی۔ دیونیزیوژ (۱۷۰-۹۰ قبل مسیح) نے اپنی تصنیف کے تحت یونانی زبان کے بارے میں اپنے پیش روؤں کے خیالات کا مطالعہ کیا تھا اور پھر ایک معلم کی حیثیت سے اس نے اپنے شاگردوں کی تعلیم اور تربیت کے لیے Tekhne Grammatike (Art of Letters) کے عنوان سے یونانی زبان کی قواعد لکھی۔ اگر چہ یہ قواعد ایک مختصر رسالہ ہے جو فقط قریباً چار سو (۴۰۰) سطروں پر مشتمل ہے۔ اِس رسالے کی اہمیت نہ صرف یونانی زبان کی پہلی باضابطہ قواعد ہونے کی وجہ سے ہے بلکہ اِس نے بعد کے زمانوں میں منظرِ عام پر آنے والی تصانیف کو بھی متاثر کیا ہے۔

اِس بحث سے گویا یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ اہلِ زبان اپنی زبان کے قواعد وضوابط کی طرف فقط علمی مشغلے کی غرض سے متوجہ نہیں ہوتے بلکہ اِس کی عملی افادیت ان کے پیشِ نظر ہوتی ہے۔ اِس عمل کے توسط سے زبان کی صورت گری اور آرائش کے سلسلے میں درج ذیل فوائد کا حصول ممکن بنایا جاتا ہے:

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

- اوّل تو زبان کے محاورے میں بہ تدریج بدلاؤ کے مدِ نظر زبان کی اوّلین صورت (جسے مفکرین اصل شمار کرتے ہیں) اور فصاحت کو برقرار رکھنے کی سعی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ سنسکرت زبان کے ابتدائی قواعد نویسوں کے یہاں بھی یہی مقصد بنیادِ کار رہا۔
- قدیم دور یا قدیم مصنفین کی زبان کی تفہیم، تعلیم اور تدریس کے لیے اُس مخصوص زبان کو مخصوص قواعد کے تحت منظم و منضبط کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ یونانی مفکرین نے ہومر کے مطالعے کی غرض سے یونانی زبان کے قواعد کی ترف توجہ کی۔
- کسی بھی زبان کے قواعد و ضوابط اس سبب سے بھی مرتب کیے جاتے ہیں کہ غیر زبان والوں کو ایک نئی زبان کی آموزش میں مشکلات در پیش نہ ہوں۔

ترتیب و تدوین کے اِس سارے منظر نامے میں تبلیغ و اشاعت کی غرض سے مذہبی راہ نماؤں کی کاوش سے گریز نہیں برتا جا سکتا جن کی بہ دولت زبان کے مطالعے کو تقویت ملی۔ دنیا کے اکثر مذاہب اپنے محدود علاقوں سے باہر پھیلے تو ان کے متعلقہ مبلغین کو مختلف تہذیبوں اور زبانوں کی حامل ایسی متعدد اقوام سے واسطہ پڑا جو ہر لحاظ سے اِن کے لیے اجنبی تھیں۔ ایسے اجنبی ماحول میں تبلیغ و اشاعت کی غرض سے انھیں قواعدِ زبان مرتب کرنے اور اُن کی باقاعدی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس طرح اسلام کے ساتھ عربی، عیسائیت کے ساتھ لاطینی اور پھر انگریزی، بدھ کے ساتھ پالی اور دیگر مذاہب کے ساتھ دیگر متعدد بولیوں اور زبانوں کے فروغ اور اشاعت نے مختلف اقوام میں ایک دوسرے کی زبانوں کے مطالعے اور سیکھنے کا شوق اور ضرورت پیدا کی۔

یہاں اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ 'قواعد' دراصل ہے کیا؟ اور کیوں ضروری ہے؟ اِس حوالے سے ڈاکٹر شوکت سبز واری لکھتے ہیں:

> ---یعنی یہ کہ زبان کے ڈھانچے کو اچھی طرح سے دیکھا جائے۔ اِس کے ترکیبی اجزا پر نظر ڈالی جائے۔ لفظ کا معنی کے تعلق، ایک لفظ کا دوسرے لفظ سے رشتہ، ترکیبِ الفاظ و تالیفِ جملہ سے متعلق تمام ضروری اصول اور قاعدے، وہ مخصوص ضابطے جو زبان کو حرکت و حیات عطا کرتے ہیں، اُن ضابطوں اور قاعدوں کی ارتقائی تاریخ اور دوسری ہم رشتہ زبانوں کے مخصوص قاعدوں سے اِن کا تقابل، اِن تمام چیزوں سے بحث کی جائے۔[۳]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

زبان کے متعدد ترکیبی اجزا اور عناصر ہوتے ہیں۔ کچھ اور اصول اور قاعدے بھی کہ جن کے تعاون سے ترکیبی اجزا آپس میں مربوط ہوتے ہیں۔ زبان کی زندگی اور نمو کا انحصار اساسی اور بنیادی قاعدوں پر ہے۔ اِن قاعدوں کا دریافت کرنا اور اِن کا ٹھیک ٹھیک کھوج لگانا 'علمِ قواعد' کہلاتا ہے۔ قواعد کی تعریف میں خلیل احمد صدیقی لکھتے ہیں:

> گرامر، کلام کی ساخت، اجزا کے منصب اور تفاعل کے لحاظ سے محل و قوع اور ساخت کے اندر اِن کے باہمی تعلق اور عمل سے بحث کرتی ہے۔[۴]

گویا قواعد، لسانیات کا وہ شعبہ ہے جو کلامِ انسانی کی تنظیم (تحلیل و ترکیب) سے متعلق اصول و ضوابط کا سراغ لگا کر انھیں مرتب و مدون کرتا ہے، یعنی جس میں لفظوں پر کلامِ انسانی کے اجزا ہونے کی حیثیت سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اسے انگریزی زبان میں Grammar کہتے ہیں، جو اِس زبان کے مشہور لغت Webster کے مطابق دو یونانی الفاظ Graphein(To write), Gramma(Letter) سے مشتق ہے اور جن کے اصطلاحی معنی مکتوبی جملے میں الفاظ کی قسموں، تبدیلیوں اور وظائف و تعلیقات کا مطالعہ ہیں۔ یہی اِس شعبے کے عربی نام 'صرف و نحو' کی تشریح ہے۔ سنسکرت اور ہندی میں اِسے 'ویا کرن' یعنی تجزیہ کلام کا نام دیا گیا ہے۔ فارسی میں اسے صرف و نحو کے علاوہ 'دستورِ زبان' یا 'قواعدِ زبان' بھی کہتے ہیں۔ غالباً یہیں سے اردو زبان کے علمائے صرف و نحو نے یہ نام مستعار لے کر اِس شعبہ علم کا نام 'قواعدِ اردو' رکھا ہے۔

قواعد کا زبان ویسا ہی ناگزیر تعلق ہے جو لفظ اور معنی کے مابین ہے۔ قواعد، زبان کے ساتھ بہ تدریج وجود پاتی ہے۔ لفظ کی وقعت اور زندگی معنی سے ہے۔ زبان کی بقا کے لیے صرفی و نحوی قاعدوں کو بنیادی کردار حاصل ہے۔ اسی سبب سے قواعد کو زبان میں مستعمل الفاظ کی ساخت اور اِس کی ہیئتِ ترکیبی سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ جس طرح زبان کی نشو و نما اور ارتقائی منزلیں قواعد کے تحت تکمیل پاتی ہیں، عین اسی طرح زبان کے تغیر سے صرف و نحوی ضوابط میں بھی بہ تدریج تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔

دیگر علمی کارہائے نمایاں کی طرح بلاشبہ قواعد کی پہلے پہل ایجاد کا فخر بھی اہلِ یونان کو حاصل ہے۔ اپنی ایجاد کے اولین دور میں قواعد 'علمِ زبان' (Philology) کا اہم حصہ تصور کی جاتی تھی۔ اِس خیال کے تحت اِسے فنِ خطابت، مطالعہ ادبیات اور فلسفہ و منطق کی ایک شاخ شمار کیا جاتا تھا۔ خاص طور پر اِسے اطلاقی منطق کی حیثیت دی جاتی تھی۔ اِس حوالے سے عصمت جاوید بیان کرتے ہیں:

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

زبان خارجی اور حقیقی دنیا کی ترجمان ہوتی ہے، لیکن اِس ترجمانی کی اصل نوعیت ایک طویل عرصے تک غلط فہمی کا شکار رہی ہے۔ ایک زمانے تک علمی حلقوں میں یہ تصور کیا جاتا رہا ہے کہ زبان حقیقی اور خارجی دنیا کی من و عن نمائندگی کرتی ہے۔ اِس مغالطے کی وجہ سے قواعد ایک عرصے تک اپنے بنیادی مقاصد کے حصول سے محروم رہی۔ کچھ مدت قبل تک قواعد کو اطلاقی منطق کی حیثیت دی جاتی تھی۔ قدیم فلسفی چوں کہ اس مغالطے میں مبتلا تھے کہ نہ صرف قوانینِ قدرت بلکہ ان کی طرح زبانیں بھی منطقی اصولوں کی پابند ہوتی ہیں، اس لیے ایک زمانے تک اجزائے کلام کی منطقی تعریفیں پیش کی جاتی رہیں۔ ارسطو نے غالباً پہلی بار اسم اور فعل کی منطقی تعریفیں وضع کیں۔[۵]

ازاں بعد علمِ لسانیات کی ترقی کے ساتھ ساتھ قواعد اس علم کا حصہ بنتی گئی اور آج یہ علم لسانیات کی ایک اہم شاخ تصور کی جاتی ہے۔ انیسویں صدی میں زبانوں کے یک زمانی مطالعے اور یورپ میں فنِ قواعد نویسی میں ساختی قواعد اور تبادلی قواعد کی اہمیت و ترقی کے سبب قواعد کو منطق کے مماثل قرار دینے والے نقطہ نظر کو حرفِ غلط ٹھہرا دیا گیا اور یہ حقیقت سامنے آئی کہ قواعد کے اصول منطق کے پابند نہیں ہوتے۔ اِس امر کی وضاحت میں عصمت جاوید لکھتے ہیں:

> ہنری سویٹ (Henry Sweet) غالباً پہلا شخص ہے جس نے قواعدی اور منطقی اقسام کی عدمِ مطابقت پر زور دے کر علمِ قواعد میں سائنسی روح پھونکی۔ آٹو یسپرسن (Otto Jespersen) نے ہنری سویٹ کے نقطہ نظر کو آگے بڑھایا اور ہیئت، وظیفہ اور معنی کے درمیان زیادہ واضح انداز سے امتیازات قائم کیے۔ آٹو یسپرسن کی تصنیف، (The Philosophy of Grammar) علمِ قواعد نویسی میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔[۶]

ماہرینِ لسانیات کے اسی مطالعے کی بہ دولت آج قواعد کو 'آرٹ' نہیں، بلکہ 'سائنس' شمار کیا جاتا ہے۔ اور اِس کا مطالعہ اُن ہی اصولوں کے تحت کیا جاتا ہے، جن اصولوں کے اطلاق کو سائنسی مضامین کے مطالعے میں اہم کردار حاصل ہے۔ بنیادی طور پر قواعد کے درج ذیل دو اہم شعبے ہیں:

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN(P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

صرف (Morphology) :

لغوی اعتبار سے روپیہ اور اشرفی کو پرکھنے اور کام میں لانے کو صرف کہتے ہیں۔ کسی بھی چیز کو پرکھنے اور کام میں لانے کے لیے ضروری ہے کہ اِس سے متعلق خاطر خواہ معلومات حاصل کر لی جائیں، ورنہ غلطی کا پورا امکان رہتا ہے۔ لسانیات کی رو سے 'علمِ صرف' سے مراد، وہ علم ہے جو زبان میں مستعمل مفرد الفاظ سے بحث کرتا ہے۔

A Dictionary of Linguistics and Phonetics میں صرف سے یہ معنی درج ہیں:

> The branch of the grammar which studied the structure or forms of words, primarily through the use of the 'Morpheme Construct'.[7]

علمِ صرف کی اہمیت اس سبب سے بھی مسلم ہے کہ اس میں لفظ کے لغوی معنی کے بہ جائے اصطلاحی مفہوم کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے، جو بول چال میں مطلوب ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک لفظ اپنے متنوع استعمال سے جو متعدد معانی حاصل کر لیتا ہے، اُن کی تنظیم و ترتیب بھی علمِ صرف ہی کے دائرہ کار میں آتی ہے۔

نحو (Syntax) :

'نحو' کے لفظی معنی طریق کار، راہ، قصد، ارادہ اور اسلوب کے ہیں۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اصطلاح میں اس سے مراد کچھ اور لی جاتی ہے۔ متاخرینِ عرب کے نزدیک نحو سے مراد، دراصل وہ علم ہے جس سے شعرائے عرب کے کلام کے اعراب معلوم ہوتے ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی (۱۸۵۷-۱۹۱۴) نے نحو کی اِس تعریف پر اعتراض کرتے ہوئے اِس سے بہتر تعریف پیش کی ہے۔ لکھتے ہیں:

> ---اگر نحو کی یہی حقیقت ہے تو جن زبانوں میں اعراب نہیں ہے، ان کے لیے نحو کا فن بے کار ہو گا۔ کیوں کہ اِس تعریف کی رو سے نحو کا یہ مقصد ہے کہ الفاظ کا اعراب معلوم کیا جائے۔ اس لیے جن زبانوں میں سرے سے اعراب نہیں، مثلاً موجودہ فارسی یا اہلِ زبان کی عربی جس میں تمام الفاظ ساکن الاواخر ہوتے ہیں اور عوامل کے آنے سے ان میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا، وہ نحو کے دائرہ کار سے باہر ہوں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر زبان میں ادائے مطلب کے لیے الفاظ کی ترتیب کا خاص طریقہ ہے۔ یہ طریقے بعض اوقات مشترک ہوتے ہیں اور کسی دوسری زبان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ بعض غیر مشترک، جو خاص ایک

ISSN(P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

ہی زبان کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اِن ہی طریقوں کے جزئیات کا نام نحو ہے اور نحو کی تدوین کے یہ معنی ہیں کہ ان تمام جزئیات کا استقصا کر کے ان کو کلیات کے تحت میں لایا جائے۔[۸]

A Dictionary of Linguistics and Phonetics کے مطابق 'نحو' سے مراد ہے:

> … is the study of the inter relationship between elements of sentence structure, and of the rules governing the arrangement of sentences in sequences. In this use, one might then talk of the 'syntax of the word'.[9]

گویا اجزائے کلام کی ترتیب، باہمی تعلق اور عمل کے مباحث 'نحو' کے موضوعات ہیں۔ نحوی مطالعے میں جملے کی ساخت کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کے مرکبات کے مجموعے سے جملہ تشکیل یا ترتیب پاتا ہے۔ یہ کلمات و مرکبات زبان کے برتے جانے والے اصول و ضوابط کے تحت، اصل رُوپ میں یا صوتی و معنوی تبدیلی کے ساتھ، منتخب کیے اور ترتیب دیے جاتے ہیں۔ اس طرح کے با معنی مستعملہ سیٹ ہی نحوی تراکیب کہلاتے ہیں۔ اس حوالے سے خلیل صدیقی لکھتے ہیں:

> نقطہ نظر کے فرق کے ساتھ اجزائے کلام اور ان کے ردوبدل کے مباحث صرف میں بھی ہوتے ہیں اور نحو میں بھی۔ صرف میں کلموں کی صورتیں اور حیثیتیں توجہ کا مرکز ہوتی ہیں۔ نحو میں باہمی تعلق و عمل اور معانی و تفہیم بنیادِ مطالعہ ہوتے ہیں۔ گویا بعض مباحث دونوں میں مشترک ہیں اور بعض موضوعات کے مطالعے کے لیے الگ الگ دونوں شعبوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ بہت سی زبانوں میں صوت رکن (Syllable) فقط کلموں کی تشکیل نہیں کرتے بلکہ جملے کی ساخت اور اس میں کلمے کے کردار کا تعین کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں صرف اور نحو کے درمیان حدِ فاصل کھینچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دنیا میں ایسی بھی زبانیں بھی موجود ہیں جن میں کلموں کا وجود نہیں، یعنی جملے اور صوت رکن کے درمیان ساخت کی کوئی اور سطح نہیں ہوتی۔ ان میں کلمہ طویل ہوتا ہے اور جملے کا حق ادا نہیں کرتا۔ ایسی زبانوں میں نحو کا الگ وجود نہیں ہوتا اور صرف و نحو کی اس ہم آہنگی کی بہ دولت کلمے کی ترتیب میں تبدیلی کر کے صرف کا کام لیا جاتا ہے۔[۱۰]

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN(P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

انیسویں صدی کی ابتدا میں قواعد نگاری کی روایت اس امر کی سند فراہم کرتی ہے۔ اس دور میں قواعد کے مطالعے میں صرف کو بنیادی حیثیت حاصل تھی، اور نحو کو عموماً نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ قواعد دان اس علمی رویے کی دلیل یہ دیتے تھے کہ مرفیے (Morpheme) کلموں کی نسبت مختصر ہونے کی بنا پر قواعد کی بنیادی اکائی کی حیثیت سے تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ان کے اسی اختصار کی بنا پر ایک بہتر قواعد تشکیل دی جا سکتی ہے۔ لیکن جدید لسانیاتی مطالعے میں قواعد نگاری کے جدید اصول و ضوابط کے تحت ابلاغ کا پورا حق ادا کرنے والے کلام یعنی جملے کو زبان کی اکائی تصور کیا جاتا ہے۔ جملے ہی کی تقطیع سے اس کے اساسی جزو تک رسائی ممکن ہو جاتی ہے۔ اسے مزید اجزائے متصل میں منقسم کر کے تجزیاتی مطالعہ ممکن بنایا جاتا ہے۔ لفظ سے جملہ اور جملے سے اس کے اساسی معنی تک رسائی ہی کے سبب جدید دور میں نحو کے مطالعے کو تقدم حاصل ہو گیا ہے۔ چناں چہ بھرتری ہری لکھتے ہیں:

> صوتی اکائی میں جو اجزائے ترکیبی نظر آتے ہیں ان کا آزادانہ وجود نہیں ہوتا۔ آوازیں جو کلموں میں ملتی ہیں، وہ بھی علاحدہ وجود سے قاصر ہیں۔ جملوں سے الگ ہو کر کلموں کا الگ وجود نہیں۔ ویدوں کے جملوں ہی کو پہلے مرکزِ توجہ بنایا جاتا ہے۔''

عربی گرامر کے مرتب اول 'الخلیل بن احمد' کو عربی نحو، لغت اور عروض کا عظیم مدون قرار دیا جاتا ہے۔ انھیں 'النحوی' پکارا جاتا ہے۔ بعد کے قواعد دانوں کو بھی عموماً نحوی کہا جاتا تھا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ عربی میں بھی نحو کو قواعد کا اہم ترین شعبہ سمجھا گیا ہے۔ ماہر قواعد نگاروں نے قواعد کی متعدد اقسام بتائی ہیں، جن میں سے قابلِ ذکر درج ذیل ہیں:

روایتی قواعد (Formal Grammar):

علمِ لسانیات کے فروغ اور عام رواج سے قبل قواعد کے تشکیل اور مطالعے کے لیے جو نقطہ نظر اور طریقے اختیار کیے جاتے تھے اُن کے لیے 'روایتی قواعد' کی اصطلاح استعمال کی جاتی تھی۔ در اصل کسی قدیم زبان کی قواعد کے نمونے پر دیگر زبانوں کے قواعد وضع کر کے اُن کی صحت و غلطی کا معیار قائم کیا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں چوں کہ لاطینی اور یونانی زبانیں منطقی اعتبار سے کامل زبانیں فرض کر لی گئی تھیں۔ لہٰذا اِن کے قواعد کا اطلاق ایسی زبانوں پر بھی کیا جانے لگا جو ساخت کے اعتبار سے اِن سے مختلف ہوتیں۔ روایتی قواعد میں زبان کی لسانی دنیا، معنوی دنیا اور خارجی دنیا میں امتیاز قائم نہیں کیا جاتا۔ یہاں خارجی دنیا کو معنوی، اور معنوی دنیا کو لسانی دنیا سمجھ لیا جاتا ہے۔ حال آں کہ ان تینوں دنیاؤں میں بنیادی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

ماخذ تحقیقی مجلہ

فرق ہے۔ اس فرق کے پیشِ نظر ہی کسی زبان کے نحوی اور معنوی زمرات کا صحیح اندازہ ممکن ہو سکتا ہے۔ قواعد کے مطالعے کی اس طرز کو ماہرینِ لسانیات نے غیر سائنسی قرار دیا ہے۔

عملی قواعد (Pragmatic Grammar):

اسے 'تدریسی قواعد' بھی کہتے ہیں۔ اس کا استعمال درس گاہوں میں ہوتا ہے۔ اکتسابِ زبان کو طالب علموں کے لیے آسان تر بنانے کی غرض سے ان قواعد میں قواعدی زمروں، لوازم اور اُن کی مثالوں کو یک جا کر دیا جاتا ہے۔

تاریخی قواعد (Historical Grammar):

تاریخی قواعد دراصل عملی قواعد ہی کی ایک شاخ ہے۔ ان قواعد کی تشکیل اس طرز سے کی جاتی ہے کہ زبان کی مکمل تاریخ، اس کی ابتدا وارتقا اور عروج و زوال، سب منزلیں واضح ہو جائیں۔ زبان کو اپنے ارتقائی سفر میں جن قواعدی تبدیلیوں سے واسطہ رہتا ہے، ان کا مطالعہ تاریخی قواعد سے تعلق رکھتا ہے۔

اصولی قواعد (Normative Grammar):

اسے 'ہدایتی قواعد' (Prescriptive Grammar) بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے فرائض میں علمی وادبی مقاصد کے ایک خاص معیار کو عام کرنے اور زبان کے ساختیاتی ڈھانچے میں تنظیم کے لیے ضروری ہدایات کی بہم رسانی شامل ہیں۔ پانِنی نے سنسکرت کو ایک مخصوص لسانی ڈھانچے میں کسنے کے لیے ایسی ہی ایک اصولی قواعد مرتب کی تھی، لیکن سنسکرت اس کی پابند نہ رہ سکی۔ بلاشبہ زندہ زبانیں قواعد کی محتاج نہیں ہوتیں۔

توضیحی قواعد (Descriptive Grammar):

اقتدار حسین خان 'توضیحی قواعد' کے تعریف و تعارف میں رقم طراز ہیں:

> ایک قواعد دان کسی زبان کے نمائندہ جملے اور الفاظ جمع کرتا ہے جس کو 'کورپس' کہتے ہیں۔ یہ کورپس (Corpus) زبان کے بولنے والوں سے ریکارڈ کیے جاتے ہیں۔ ان کا لسانی تجزیہ کر کے مختلف سطحوں پر جو قاعدے رائج ہوں، ان کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہ قاعدے آواز کے نظام، مارفولوجی کا نظام اور نحوی نظام میں الگ الگ پیش کیے جاتے ہیں۔ کسی زبان کے اس طرح کے لسانی تجزیے کو 'توضیحی قواعد' کہتے ہیں۔[۱۲]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28

جملہ ساز قواعد(Sentence Producing Grammar) :

جملہ ساز قواعد کے وضع کردہ اصولوں سے کسی جملے کی صحیح توضیح نہیں ہو سکتی البتہ ان کے توسط سے دیے ہوئے نمونے کے مطابق جملے بنائے جا سکتے ہیں۔ اس قواعد میں توضیحی قواعد سے زیادہ تفصیل ہی نہیں ہوتی بلکہ یہ کچھ اور طریقوں سے مشرح ہوتی ہے۔ گویا اس میں صرف مانوس قاعدوں سے کام نہیں چلتا بلکہ کچھ نئے قاعدوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔[۱۳]

حوالہ جاتی قواعد(Reference Grammar):

یہ قواعد لسانیات سے ناواقف لوگوں کے لیے لکھی جاتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسے اتفاقی یا التزامی حوالے کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس وجہ سے جہاں تک ممکن ہوے اہے اس کی ہر فصل کو اس طرح سے ترتیب دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی جگہ مکمل ہو۔ مقصد یہ کہ کوئی بھی شخص جو زبان کی مبادیات سے واقفیت رکھتا ہے، اس کے کسی بھی حصے کا مطالعہ کر کے اپنی مطلوبہ معلومات فراہم کر سکے۔[۱۴]

بیانیہ قواعد(Sentence Interpreting Grammar):

اس سے مراد ایسی قواعد ہے جس میں زبان کے مختلف قسم کے جملوں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ایک زبان میں جملوں کی اقسام محدود ہوتی ہیں اور ان کی بنیاد پر ہزاروں مختلف جملے بنائے جا سکتے ہیں۔ قواعد کی اس قسم میں قواعد نگار جملوں کی مختلف اقسام کا اس طرح تجزیہ کر سکتا ہے کہ مختلف جملوں کو اس کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے۔[۱۵]

ساختی قواعد(Structural Grammar):

قواعد کی اس نوع میں صرف ہئیتی اقسام کی افادیت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور ان کی معنوی تعریفوں سے گریز برتا جاتا ہے۔ ساختی قواعد میں صرف ہئیت اور تفاعل کو مرکزِ مطالعہ بنایا جاتا ہے۔

تبادلی قواعد(Transformational Grammar):

اسے 'تخالفی قواعد'(Contastive Grammar) بھی کہتے ہیں۔ یہ زبان کے قواعدی مطالعے کا جدید ترین تصور ہے۔ اس کے متعدد دبستان ہیں۔ جدید لسانیات میں قواعد کی یہ قسم بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ تبادلی قواعد کی بہترین نمائندگی 'نوم چومسکی'(Noam Chomsky) نے کی۔ علمِ قواعد پر چومسکی (پیدائش-۱۹۲۸) کی تصانیف میں دنیائے لسانیات میں ایک انقلابِ عظیم برپا کر دیا۔[۱۶]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-28
ماخذ تحقیقی مجلہ

جدید قواعد صرف اصول دریافت کرتی ہے اور کسی اصول سے انحراف کو، اگر اسے وسیع تر جماعت کی تائید حاصل ہو، تسلیم بھی کرتی ہے۔ وہ قوانین نہیں بناتی بلکہ اصول دریافت کرتی ہے۔

حواشی:

۱۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، قواعدِ اردو(کراچی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۹ء)، ص ۱۴-۱۵۔

۲۔ ڈاکٹر عبداللیث صدیقی، جامع القواعد (حصہ صرف)(لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۲۸۔

۳۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری، لسانی مسائل (کراچی: مکتبہ اسلوب، ۱۹۶۲ء)، ص ۱۶۔

۴۔ خلیل صدیقی، لسانی مباحث (کوئٹہ: زمرد پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء)، ص ۲۰۴۔

۵۔ ڈاکٹر عصمت جاوید، نئی اردو قواعد (دہلی: ترقیِ اردو بیورو، ۱۹۸۵ء)، ص ۱۵۔

۶۔ ڈاکٹر عصمت جاوید، نئی اردو قواعد، ص ۱۶۔

7. David Crystal, A Dictionary of Linguistics and Phonectis (Oxford: Blackwell Publishing, 1979, 4th edition), p249.

۸۔ بہ حوالہ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، جامع القواعد (حصہ نحو)(لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۲ء)، ص ۷۔

9. David Crystal, A Dictionary of Linguistics and Phonectics, p377.

۱۰۔ خلیل صدیقی، لسانی مباحث، ص ۲۰۴-۲۰۵۔

۱۱۔ بھرتری ہری، صوتیات قدیم ہند میں، ص ۹-۱۰ (بہ حوالہ، خلیل صدیقی، لسانی مباحث، ص ۲۰۵)۔

۱۲۔ اقتدار حسین خان، اردو صرف و نحو (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۱۰ء)، ص ۹۸۔

۱۳۔ عتیق احمد صدیقی (مترجم)، توضیحی لسانیات (ایچ-اے گلیسن)(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فوغِ اردو زبان، ۲۰۰۲ء)، ص ۲۳۹-۲۴۰۔

۱۴۔ عتیق احمد صدیقی، توضیحی لسانیات، ص ۲۵۴۔

۱۵۔ اقتدار حسین، اردو صرف و نحو، ص ۹۸۔

۱۶۔ عصمت جاوید، نئی اردو قواعد، ص ۱۷۔